بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# اشارات

محترم جنرل محمد ضیاء الحق کے اعلامیۂ محرم کا، نظامِ اسلامی کے افتتاحی قدم کی حیثیت سے، ہم دلی مسرت سے خیر مقدم کرتے ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ ہم اسلامی مشاورتی کونسل، وفاقی وزراء، دینی جماعتوں اور اسلام پسند صحافیوں کا شکریہ بھی ادا کرتے ہیں جن کی مساعی اس اعلامیہ کے سامنے آنے میں شامل ہیں۔

فی الحقیقت یہ اعلامیہ جو آگے آنے والے مزید فیصلوں کا مقدمہ ہے، کوئی چھوٹی چیز نہیں ہے، بلکہ اس میں بڑی تاریخی اہمیت پائی جاتی ہے۔ اس اعلامیہ نے آئندہ کی قانونی، تعلیمی اور اقتصادی سرگرمیوں کے لیے رُخ متعین کر دیا ہے اور لادینی طرزِ فکر کے لیے راستہ بند کر دیا ہے۔ اس سے پہلے اتنا سا کام کرنے کی جرأت نہ فوجی آمروں کو ہوئی اور نہ مضبوط کرسیوں والے وزیروں کو۔ ہماری ۳۰ سالہ تاریخ میں یہ اقدام پہلی بار ہو سکا۔

---

تھوڑی دیر کے لیے شرعی قوانین اور عشر و زکوٰۃ اور غیر سودی بنک کاری اور عدالتوں کے ساتھ شریعت بنچوں کے قیام کے بڑے بڑے فیصلوں کو درکنار رکھ کے، اگر صرف دفاتر میں اقامت صلوٰۃ کے حکم کے اثرات کو سامنے رکھا جائے تو غلبۂ اسلام کی امیدوں کا ایک کشادہ راستہ دکھائی دینے لگتا ہے۔ بیوروکریسی کے دائرے میں سیکولر طرزِ فکر کا جو غلبہ چلا آرہا ہے۔ اس اقدام سے (بشرطیکہ اُسے پوری قوت سے آگے بڑھایا جا سکے) وہ ٹوٹ جائے گا۔ خصوصاً ہمارے صاحب بہادر کو جب نماز کی صف میں اپنے کلرک اور قاصد (سابق نام چپڑاسی) کے ساتھ کندھے ملا کر کھڑے ہونا

ہوگا تو اس سے نہ صرف اس کی پتلون کی روایتی "کریز" ٹوٹے گی بلکہ ساتھ ہی وہ سلاخ بھی ٹوٹ جائے گی جو اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سے گذر کر اس کی گردن کو اکڑائے رکھتی ہے۔

نماز کے اجتماع میں اگر کسی کو لیڈری کرنی ہو تو اسے امام صلوٰۃ بننے کی قابلیت پیدا کرنی ہوگی۔ اب جن لوگوں نے بچپن سے کبھی کلمہ تک صحت کے ساتھ نہ پڑھا ہو، وہ بیچارے کہاں سورتیں اور ضروری مسائل نماز کو یاد کر کے قیادت نماز کے مصلّٰی تک پہنچ سکیں گے۔ جو اعلیٰ افسران پہلے سے یہ صلاحیت رکھتے ہیں، ان کا مقام پہلے سے برتر ہوگا اور ان کی وجہ سے ان کے ماتحتوں میں نماز پہلے سے زیادہ قابلِ توجہ ہو جائے گی۔ اور جو افسران اپنے کسی ماتحت کے پیچھے نماز پڑھنے پر مجبور ہوں گے، ان کے ذہنوں میں خوشگوار تبدیلی کا آغاز ہو سکتا ہے۔

علاوہ ازیں معاشرے میں تحریکِ نماز کا یہ بہترین آغاز ہے کہ اس مہم کو سرکاری دفتروں اور اداروں سے شروع کیا گیا ہے۔

اب جوں جوں اقامتِ صلوٰۃ کا دائرہ پھیلے گا، لوگوں کی ذہنیتوں کا لاابالی پن ختم ہوگا اور اسلامی نظام کے لیے راستہ کشادہ ہوتا جائے گا۔

لیکن اس کی شرط لازم وہی ہے کہ اسلامی نظام کی علمبرداری کرنے والی حکومت کے سرکاری اداروں میں نماز کے لیے محض اپیل پر معاملہ روک نہ دیا جائے بلکہ واضح حکم کے ذریعے یہ طے کر دیا جائے کہ ایک تو پابندئ نماز اور ترکِ نماز کے سلسلے میں کانفیڈنشل رپورٹس اور فائلوں میں ریمارکس ثبت ہوں گے اور ہر قسم کی ترقی کا فیصلہ کرتے ہوئے ان ریمارکس کو بھی دوسری باتوں کے ساتھ اہمیت دی جائے گی۔ دوسری ضروری بات یہ ہے کہ وقتاً فوقتاً معائنہ ٹیمیں عین نماز کے وقت مختلف دفاتر اور اداروں میں جا کر دیکھیں کہ اقامتِ صلوٰۃ کے لیے کیا ہو رہا ہے۔ اور کون لوگ اس سعادت سے اپنے آپ کو محروم رکھنے والے ہیں۔ ہر ماتحت ملازم کو حق دیا جائے کہ وہ اپنے بے نماز افسروں کے متعلق خفیہ اطلاعات دے۔ اور ان پر نوٹس لیا جائے۔ نیز پبلک کے نمائندگان خصوصاً قومی اتحاد سے تعلق رکھنے والے لیڈروں اور کارکنوں کو دیکھ بھال کرنی چاہیے کہ ان کے قریب کے سکولوں، دفتروں، ڈاک خانوں، تھانوں، وغیرہ میں اقامتِ صلوٰۃ کے لیے کیا کچھ ہو رہا ہے اور کہاں تک گریز اور فرار پایا جاتا ہے۔ اور تیسری بات یہ کہ انحراف اور روگردانی

کرنے والے افسروں اور ملازموں کے متعلق سختی سے نوٹس لیا جائے۔ پہلی بار تنبیہ کی جائے، دوسری بار باقاعدہ انکوائری کر کے تنزلی یا تبادلے کا حکم دیا جائے اور تیسری بار اگر تحقیقات سے ترکِ نماز کا جرم ثابت ہو تو ایسے شخص کو برطرف کر دیا جائے۔

زیادہ بہتر یہ ہو گا کہ ضابطۂ ملازمت میں ایک مختصر سی دفعہ کا اضافہ کر دیا جائے کہ ہر سرکاری ملازم جو مسلمان ہو، اس بات کا پابند ہو گا کہ وہ خود اور اس کے زیرِ کفالت افراد اسلامی عبادات اور فرائض ادا کریں اور تمام ممنوعاتِ شرعیہ سے مجتنب رہیں۔

یہ ایک دفعہ سرکاری مشینری سے وابستہ تمام افراد کو کس دے گی۔

---

مزید اقدامات جو تدریجاً اس سلسلے میں کرنے چاہئیں وہ حسبِ ذیل ہیں:-

۱۔ نیم سرکاری اداروں سے وابستگان کے لیے بھی اس سلسلے میں حکم جاری کیا جائے اور اُن کی شرائطِ ملازمت میں بھی اُوپر کی مجوزہ دفعہ شامل کی جائے۔

۲۔ اگلے قدم کے طور پر تمام پبلک فرمز کے تحت چلنے والے کاروباری اداروں اور کارخانوں اور دفتروں کے لیے بھی حکم جاری کر دیا جائے۔ اور اس حکم کی کامیاب تنفیذ کے لیے مناسب تدبیریں اختیار کی جائیں۔

۳۔ یہ طے کر دیا جائے کہ آئندہ مڈل سکول سے اُوپر کے تمام داخلوں، مختلف تربیتی اور ٹکنیکل اداروں میں شمولیت، ملازمتوں کے انٹرویوز کے لیے درخواست دہندہ کو سابق تعلیمی ادارے کی طرف سے چال چلن سرٹیفکیٹ کے ساتھ یہ تصدیق بھی پیش کرنی ہو گی کہ وہ پابندِ نماز رہا ہے۔ انٹرویوز وغیرہ میں نماز کا کوئی بھی حصہ (یا نماز میں پڑھی جانے والی چھوٹی سورتوں میں سے) اُمیدواروں سے سنا جا سکتا ہے، اور سادہ قسم کے مسائلِ نماز کے متعلق سوال کیا جا سکتا ہے۔

۴۔ مختلف ٹریننگ کالجوں اور سکولوں، اعلیٰ عہدوں کے تربیتی اداروں، اور ہر قسم کے ریفریشر کورسز میں اسلامیات کے ضمن میں نماز کے متعلق بھی ایک مختصر نصاب اور پرچوں میں سوالات رکھے جائیں۔ نیز عملاً شرکتِ نماز ہر زیرِ تربیت فرد کے لیے لازم ہو۔

۵ - ذرائع ابلاغ - ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے سے بھی نہایت خوبصورت طریقوں سے (مثلاً مکالموں کی صورت میں) نماز کی ترغیب بھی دلائی جائے اور اس کے متعلق تعلیم بھی دی جائے۔

اسی کے ساتھ ساتھ اگر اخبارات میں بہت خوبصورت اور مؤثر طریق سے پبلسٹی مسلسل جاری رکھی جائے تو مفید ہوگا۔

اس قسم کے اقدامات سے جب ملک کے منظم ادارات میں نماز جڑ پکڑ لے گی تو پھر اس کا معاشرے میں عام پھیلاؤ آسان ہو جائے گا۔

---

اس سلسلے میں دینی اداروں اور جماعتوں کے ساتھ ساتھ اسلامی طرزِ فکر رکھنے والی سیاسی جماعتوں کا بھی فرض ہے کہ وہ اصلاحِ معاشرہ کی اس بنیادی اسکیم پر پورا پورا زور صرف کریں۔ پبلسٹی کریں، تبلیغی اجتماعات کریں، بیٹھکوں اور محلوں میں چھوٹے چھوٹے اجتماعات کر کے کہیں تقریر کے ذریعے اور کہیں بات چیت کے ذریعے عوام کو نماز کی ترغیب دلائیں۔ سرکاری، نیم سرکاری اور کاروباری اداروں کے وابستگان میں تبلیغی کام بھی کریں اور تساہل کرنے والوں کے خلاف اوپر والوں کو مطلع بھی رکھیں۔

ایسے مختصر اور آسان لٹریچر کی بھی ضرورت ہے جس کے ذریعے عام آدمی نماز میں پڑھے جانے والے کلمات، نماز کے اوقات، نماز پڑھنے کا طریقہ، مختلف وقتوں کی تعدادِ رکعت، اور دیگر اہم روزمرہ مسائل کو جان سکیں،

انگریزی خواں افسران کے لیے اُردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں ایسا لٹریچر مہیا کیا جانا چاہیے۔

---

ایک مشورہ اور ما

نمازِ جمعہ کا اہتمامِ خاص بہت اچھی چیز ہے، اور اس کے لیے سائرن کا تجربہ بہتر ثابت ہوا ہے۔ ہو سکے تو تمام شہروں میں اس کا انتظام کیا جائے۔ اور بہ خصوصی اعلان بھی کر دیا جائے کہ

سائرن ہونے کے بعد پندرہ منٹ کے اندر اندر تمام دکانیں اور خوانچے بند کر دیے جائیں اور عملاً کوئی لین دین نہ کیا جائے۔ اسی کے ساتھ ٹریفک بند ہو جانا چاہیے اور گاڑیاں یا سائیکل وغیرہ بھی رُک جائیں۔ ۱۵ منٹ میں لوگ بآسانی منزل یا مسجد تک پہنچ سکتے ہیں۔

ساتھ ہی گذارش یہ ہے کہ کاروباری حلقوں میں جمعہ کی جو چھٹی رائج ہے، اس میں تبدیلی نہ کی جائے۔ بڑی لمبی محنت کے بعد یہ چھٹی تسلیم ہوئی۔ اب پھر ادل بدل کرنا مناسب نہ ہوگا۔

---

اب اعلامیہ محرم کے دوسرے پہلوؤں کے متعلق چند باتیں۔

اوّل جب یہ اعلان ہوا تھا کہ بہت جلد ایسا دستوری فیصلہ سامنے آ جائے گا کہ جس کے تحت کسی بھی قانون کو اس بنیاد پر چیلنج کیا جا سکے گا کہ وہ شریعت کے خلاف ہے ——— تو اسی وقت مجھے پریشانی ہوئی کہ ایسا ہونا کسی قلیل مدت میں ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ جب تک پورے قانونی نظام، مالیاتی نظام اور عدالتی نظام (بلکہ تعلیمی اور فوجی نظام وغیرہ بھی شامل ہیں) کی تشکیل نو شریعت کے مطابق نہیں کر لی جاتی، اس قسم کا حکم یا دستوری فرمان سخت مشکلات پیدا کرے گا۔ بلکہ سب کچھ ٹوٹ پھوٹ جائے گا۔

اور اب اس اعلان کی مشکل کو حل کرنے کے لیے اتنے قوانین اور اداروں کو آئینی تحفظ دے دیا گیا ہے کہ اعلان کے مطابق چیلنج کرنے کے حکم کا دائرۂ اثر بے حد محدود بلکہ برائے نام ہے۔ آخر خواہ مخواہ اس اعلان کو نبھانے کی ضرورت کیا تھی۔ جو لے دے اب وسیع دائرۂ تحفظ کے خلاف ہو رہی ہے، زیادہ سے زیادہ اتنی ہی ترکِ اعلان کے بارے میں ہو جاتی۔

ذمہ داری دراصل سی، ایم، ایل اے جنرل محمد ضیاء الحق کے اُن قانونی مشیروں پر جاتی ہے جنہوں نے ایک قانونی فیصلے کے اثرات کا بروقت اندازہ نہیں کیا۔

اب بھی کوئی چارۂ کار اس کے سوا نہیں ہے کہ یہ اقرار کر لیا جائے کہ مذکورہ اعلان کے تقاضے پورے کرنے کا وقت ابھی دُور ہے۔ فی الحال اسے واپس لیا جاتا ہے۔

---

بصورت موجودہ جن اداروں اور قوانین کو تحفظ دیا گیا ہے، ان میں دَورِ ایوبی کے

فیملی لاز کا شامل کیا جانا حیرت ناک ہے ۔ ان فیملی لاز کو تمام مکاتبِ فکر کے علما نے متفقہ طور پر نا قابلِ قبول قرار دیا تھا ، اس جسارت پر بعض اصحاب نشانۂ عتاب بھی بنے ۔ ان کی آراء کا ریکارڈ بھی موجود ہے ، اور چاہیں تو از سرِ نو اسلامی مشاورتی کونسل اپنے موجودہ ارکان کی مدد سے ، یا زیادہ وسیع حلقۂ علماء کی مجلس بلا کر ان قوانین کی تشکیلِ نو کر سکتی ہے ۔ اور بہت تھوڑے سے وقت میں یہ قوانین صحیح شکل میں نافذ ہو سکتے ہیں ۔ اس کے بعد کوئی انہیں چیلنج کرنا چاہے تو کرے ۔

اسی طرح شریعت بنچوں کے قیام کا فیصلہ ایک لحاظ سے بہت قابلِ قدر ہے ، لیکن دوسری طرف عدالتوں اور شریعت بنچوں کا دوہرا انتظامِ کار بعض پیچیدگیوں کا بھی موجب ہوگا — نیز جناب خالد اسحٰق ایڈووکیٹ نے جو نکتہ اٹھایا ہے وہ اپنی جگہ بے حد اہم ہے کہ عدالتوں کے سامنے تو قانونی نکات واقعاتی احوال کے اندر رکھے جاتے ہیں ، لیکن شریعت بنچوں کے سامنے قانونی نکات ایسی حالت میں غور و بحث کے لیے آئیں گے کہ واقعاتی احوال کا رشتہ ان کے ساتھ قائم نہیں ہو گا ۔ شریعت بنچوں کی بحثیں خالص نظری بحثیں ہوں گی ۔ اور اجتہاد کے لیے واقعات و احوال کے پس منظر کو سامنے رکھنے کی جو ضرورت ہوتی ہے وہ پوری نہیں ہو گی ۔ میں داد دیتا ہوں خالد اسحٰق صاحب کے اس اندیشے کی کہ ایسی صورت میں شریعت بنچ قرونِ وسطیٰ کے اجتہادات کے نفاذ کا ذریعہ بن جائیں گے ۔

کچھ اور عملی پیچیدگیاں بھی ہیں جن کا ذکر حذف کرتا ہوں ۔

ایک اور مسئلہ جو خالد اسحٰق صاحب نے چھیڑا ہے ۔ وہ بھی اہم ہے ۔ یعنی اگر اعلامیۂ محرم کے اقدامات کے پیچھے دستوری فیصلہ نہ ہوا اور اس کے لیے ضروری دستوری ترامیم نہ کی گئیں تو آنے والی کوئی بھی حکومت پہلے ہی دن سارے کیے کرائے کو کالعدم کر سکے گی ۔

---

تاہم ، متذکرہ بحثوں سے قطع نظر تحفظِ عقیدہ ، چوری ، ڈاکے ، اغوا ، زنا ، شراب نوشی ، وغیرہ جرائم کے لیے اسلامی حدود و تعزیرات کے نفاذ کے لیے جو قانون سازی کی جا رہی ہے (اور بیشتر کام ہو چکا ہے) وہ بہت مبارک ہے ۔

اسی کے ساتھ زکوٰۃ و عشر کا نظام جاری کرنے کے لیے جو فیصلہ ہوا ہے اور جس کے لیے تیاریاں کی جا رہی ہیں، نیز سودی بنک کاری کو ختم کرنے، اور جب تک پوری طرح انسدادِ ربو نہیں ہو جاتا اُس وقت تک غریب اور درمیانہ طبقے کے لوگوں کو تعمیر مکانات وغیرہ کے لیے حاصل کردہ قرضوں پر سود کے معاف کرنے کا جو اعلان ہوا ہے وہ بھی خیر مقدم کے قابل ہے۔

بڑی بات یہ ہے کہ یہ ایک اچھا آغاز ہے، نظامِ اسلامی کے قیام کی مہم کے لیے۔ اس سے پہلے حکومتیں اسلام کے نعروں اور کچھ وعدوں سے آگے نہیں بڑھیں۔ اکتیس سال میں کوئی کام نہیں ہوا۔ بلکہ اُلٹا اسلام کے نام پر اسلام سے دُور لے جانے کے اقدامات ہوتے یہ پہلا موقع ہے کہ ایک حکومت نے غلبۂ اسلام کے لیے قانون اور مالیات و اقتصادیات کے میدان میں عملاً قدم آگے بڑھانے کا فیصلہ کیا ہے۔

ایسا ایک اقدام بھی ہزار بار مبارک باد کا مستحق ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ متعدد اقدامات: بیک وقت کیے جا رہے ہیں۔

اِن تبدیلیوں کا لازمی تقاضا یہ ہوگا کہ ان سے متضاد پڑنے والے ادارے اور قوانین برقرار نہیں رہ سکیں گے۔ حکومت کو بڑی تیز رفتاری سے تبدیلی کی اس رَو کو آگے بڑھانا پڑے گا۔

بہر حال ان خوش آئند اقدامات پر ہم محترم جنرل محمد ضیاء الحق، اسلامی کونسل، موجودہ وفاقی وزراء، قومی اتحاد کے صدر اور دیگر قائدین و متوسلین کو ہدیۂ تبریک کہتے ہیں کہ خدا نے ان سب کی مساعی کو یہاں تک پہنچایا۔

اس سمت میں جو قدم بھی اُٹھے گا، پوری مسلمان قوم آپ کی پشت پر ہوگی۔

اعلامیۂ محرم نئے سال ہجری کے آغاز کے ساتھ پاکستان میں ایک نئے اسلامی دَور کا پیرایۂ آغاز بھی ہے۔ اس اعلامیے نے ہمارے حوصلے بلند کر دیے ہیں اور ان شاء اللہ اسلام کا ہر محب میدانِ عمل میں بڑھ چڑھ کر کام کرے گا۔

اس اعلامیے کے تحریک انگیز اثرات عالم اسلام کے مختلف حصوں پر پڑ رہے ہیں

(باقی بر صفحہ ۴۶)

---

(۲)

(بقیہ اشارات)

اب ذرا ایک ناخوشگوار قصّہ بھی!

اسلام آباد میں ایک ادارہ "مجلس ادبیات پاکستان" (PAKISTAN ACADEMY OF LETTERS) کے نام سے قائم ہوا۔ پہلے جب اس کے سربراہ احمد سرفراز تھے تو یہ زیادہ قابل توجہ نہیں تھا۔ کیونکہ اکثر ادبی ولسانی ادارات پہ اشتراکی ذہن کے اصحاب کا قبضہ ہے اور وہ ان اداروں میں بیٹھ کر اپنے جیسے کے لوگوں کی پرورش کرتے ہیں۔

پچھلے دنوں احمد فراز ایک اور ادارے میں منتقل ہو گئے اور ان کی جگہ مسیح الدین صدیقی آگئے جو تعلیم کے وفاقی سیکرٹری ایٹ کے آدمی ہیں۔ وزیر تعلیم محمد علی آف ہوتی مرد ان بھی اسلام سے محبت کرنے والی شخصیت ہیں۔ قدرتی طور پہ اس ادل بدل سے اچھی امیدیں وابستہ تھیں۔

لیکن چند ہی روز پہلے اکیڈیمی آف لیٹرز کے لیے تاسیسی ممبران یا سرپرستوں کے جو نام سامنے ہیں، اُن کو دیکھ کر سر چکرا گیا۔ ان میں جوش ملیح آبادی (شاعرِ شاہد و شراب) جیسی بدنام اور متروکِ زمانہ شخصیت بھی شامل ہے۔ اور پھر کمیونسٹ دانشوروں کا ایک گروپ مع اپنے ایک امام کے اسی صف میں ہے۔ کچھ اچھے لوگ (مثلاً ڈاکٹر سیّد عبداللہ) بھی ہیں، مگر فی الحقیقت وہ اقلیت میں ہیں۔ خاص بات یہ ہے کہ اُن میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جو اسلامی ادب کے دائرے سے تعلق رکھتا ہو۔ اور وہ ادب کے دھارے کا رُخ فلاح و تعمیر کی طرف موڑ سکے۔

مجھے حیرت ہے کہ کس شخص یا کس گروہ نے ناموں کی فہرست بنا کر محترم جنرل محمد ضیاء الحق کے سامنے منظوری کے لیے رکھی ہے، کیونکہ یہ فہرست تو خاصی بدنام کن ہے۔[۱]

---

[۱] قضیہ صرف فہرست ہی کا نہیں، اکادمی کے جو مقاصد اخبارات میں شائع ہوئے اُن کا مزاج بالکل سیکولر ہے اور اس وجہ سے مقاصد خود بے مقصد ہیں۔ صرف ایک جگہ نظریہ پاکستان (باقی برصفحہ آئندہ)

سوال یہ ہے کہ ایک حکومت جو اسلام کا راستہ بنا رہی ہے، کیا اس کی نگاہ میں یہی لوگ اس منصب کے اہل قرار پاتے ہیں کہ وہ علم و ادب کے راستے سے اسلام کے حق میں ماحول تیار کرانے کے لیے مختلف لوگوں اور اداروں سے کام لیں گے؟ کیا آج بھی صدر ایوب کے دور کی رائٹرز گلڈ بنانے والوں کا طرزِ فکر کام کر رہا ہے؟ اگر ایسا ہے تو کیا رائٹرز گلڈ کا وجود ہی کافی نہ تھا؟ ایک نئے ادارے پر کیوں اسلامی نظام کی طلب گار قوم کا روپیہ صرف کیا جائے، اور کیوں اس روپے سے بادہ خواروں، فحش نگاروں اور سوشلسٹ دانشوروں کی پرورش کی جائے؟

بہ ادب محترم جنرل محمد ضیاء الحق اور وزیر تعلیم اور دیگر وزراء کے علاوہ اسلامی کونسل کے ڈائرکٹر اور قومی اتحاد کے صدر سے گذارش ہے کہ وہ اس ناقابلِ فہم فہرست کو ختم کریں، اور نئی فہرست تیار کریں۔ جو فہرست سامنے آئی ہے وہ کوئی نوشتہ وحی نہیں کہ اسے بدلنا گناہ ہو، چاہے اس میں مندرج شخصیتوں کے ہاتھوں اسلامی مقاصد کو کتنا ہی نقصان کیوں نہ پہنچتا ہو۔

واضح رہے کہ اکاڈمی آف لیٹرز معمولی ادارہ نہیں ہے، بلکہ اس کے ساتھ تمام شہروں میں کام کرنے والے متعدد علمی، ادبی، اور لسانی ادارات وابستہ کیے جا رہے ہیں۔ یہ اکادمی تو پورے پاکستان کے نظامِ افکار کی کارپرداز ہو گی۔ ایسے معاملے میں کوئی دیانت دار آدمی چشم پوشی سے کام نہیں لے سکتا۔

مقصود یہ نہیں کہ آپ اس کام پر ائمہ مساجد یا مفتیانِ شرع اور فقہا کو مقرر کریں۔ ہم سے اگر پوچھا جائے تو ہم ایسے دانشوروں کے نام دے سکتے ہیں جو ڈاکٹر، پروفیسر، ایڈیٹر اور معروف قسم کے شاعر و ادیب ہوں۔ آپ ایک کو ناپسند کریں، ہم اور نام دے سکیں گے۔

ساتھ ہی میں اس بات پر زور دینا چاہتا ہوں کہ اسی طرز کے جو مختلف ادارات ملک میں

---

(بقیہ حاشیہ) کی ترکیب آگئی ہے...... باقی رہا اسلامی فکر یا اسلامی ادب کے دائروں میں کام کرنے کا مسئلہ تو اس کا نام ونشان نہیں۔

کیا بیوروکریسی کا ذہن اسلامی سوچ بچار کے لحاظ سے اتنا بنجر ہے؟

صرف کثیر سے چل رہے ہیں ان کا احتساب کر کے از سر نو ان کی تشکیل اسلامی مقاصد کے تحت کی جائے۔ مثلاً مرکزی اُردو بورڈ، مجلس ترقی ادب، اقبال اکیڈمی، آرٹ کونسل، نیشنل سنٹر، نیشنل بُک فاؤنڈیشن، یونیورسٹی گرانٹ کمیشن، ساؤتھ ایسٹ ایشیا، یورپ اور مشرق وسطیٰ وغیرہ کے متعلق مختلف یونیورسٹیوں کے تحت تحقیق کا کام کرنے والے ادارات، ان میں سے بیشتر یا تو کمیونسٹوں کی پرورش گاہیں ہیں، یا کچھ مفاد پرستوں کے اڈے ہیں۔ بعض کا انتظام اسلامی ذہن رکھنے والے شرفاء کے ہاتھ میں بھی ہے۔ بہر حال ان کی اکثریت تجدید کی محتاج ہے، ورنہ اوپر جو کام ہو رہا ہے اسے ان اداروں کی سرپرستی میں زیرِ زمین مخالفانہ قسم کا فکری کام کرنے والے حضرات تباہ کرنے کا سامان کرتے رہیں گے۔ وہ بھی سرکاری اور قومی خرچ پر!

براہ کرم! اس بارے میں فوری نوٹس لیجیے۔

---

(بقیہ رسائل ومسائل)

فقط اس وجہ سے کہ ان کا رجم کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنا اور بار بار پیش کرنا ہی ایک مجسّم اور زبانِ حال سے ایک ایسی سچی توبہ ہے جس کے بعد زبانِ قال سے توبہ کی حاجت باقی نہیں رہتی۔ اسی لیے تو اُن کے حق میں آنحضورؐ نے بصراحت فرمایا کہ انھوں نے تو ایسی توبہ کی ہے کہ وہ ان کے پورے قبیلے یا پورے شہر پر تقسیم ہو تو ہر شخص بخشا جائے، خواہ وہ کتنے ہی بڑے گناہ کا مرتکب ہو۔ اور خاتون کے بارے میں فرمایا کہ اس سے بڑھ کر اور توبہ کیا ہو گی کہ اس نے اپنی پیاری جان قربان کر دی۔

---